نیشنل آفیسر اکیڈمی

رول نمبر 7844 | سدرہ
ٹیسٹ نمبر # 4 | اسلامیات
۳۰ جنوری ۲۰۲۴ء | ایل ایم ایس 33192

سوال نمبر 2

سرکاری ملازمین کی ذمہ داریاں پبلک ~~ایڈمن~~ ایڈ منسٹریشن کے بہتر تصور کو کیسے یقینی بناتی ہیں؟

جواب

"بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل لوگوں کے سپرد کردو اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل و انصاف سے کام لو۔"

(سورۃ النساء)

قرآن مجید کے نزدیک سرکاری اور حکومتی منصب اللہ کی طرف سے ایک امانت ہے جسے خدا ترس اور محنتی لوگوں کے سپرد کرنا چاہیے۔ اس امانت میں کسی شخص کو اپنی مرضی کرنے اور ناجائز فائدہ اٹھانے کا اختیار نہیں۔ اسی ~~ط~~ بناء پر سرکاری افسران ریاست کے نمائندہ کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔ ~~اس طرح~~ ان کے اور ریاست کے درمیان معاہدہ ہوتا ہے جس پر حلف

اُٹھا کر افسران دستخط کرتے ہیں۔ اس حلف اور اقرار میں کچھ چیزیں بہت نمایاں اور کچھ پوشیدہ ہوتی ہیں۔ اسلام کی روشنی میں سرکاری افسران کی درج ذیل ذمہ داریاں ہیں:

1- **معاملات میں دیانت داری:**

سرکاری ملازمین کی ذمہ داریوں میں سے ان کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے معاملات میں دیانت دار ہو۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جو لوگ دفاتر میں کام کرتے ہیں وہ دفاتر سے سٹیشنری گھر لے آتے ہیں اور جو لوگ دینی مدارس میں ناظم کا کام کرتے ہیں وہ بھی مدرسہ کے مال کو اپنے ذاتی تصرف میں لے آتے ہیں۔ ایسے سرکاری اور غیر سرکاری ملازمین کے لیے نبی کریمؐ نے فرمایا:

"ہم نے تم میں سے جس شخص کو کسی منصب کا عامل بنایا اور اس نے کوئی سوئی یا اس سے بھی چھوٹی کوئی چیز ہم سے چھپالی تو یہ خیانت ہے جس کو وہ قیامت کے دن لے کر آئے گا۔"

(صحیح مسلم)

2- **اقربا پروری سے اجتناب:**

اقربا پروری سے مراد میرٹ کی خلاف ورزی کرنا ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان کے ہر شعبے میں یہ کلچر عام ہے۔ اور دیمک کی طرح تمام اداروں کو کھا دیا ہے۔ سرکاری افسران کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس سے اجتناب کریں۔ خلفائے راشدین میں سے کسی نے اپنے بعد اپنے بیٹے کو خلیفہ نہیں بنایا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا: اپنے رشتے داروں کی تمام جائیدادیں

اپنی زوجہ سے

بحق سرکار ضبط کرلیں اور فرمایا:

"تیرے باپ اور بھائیوں اور تم نے غلط طریقے سے مال اکٹھا کیا جس سے تمہیں ~~زیورات~~ زیورات دیے اس لیے اس کو بیت المال میں جمع کروانا ضروری ہے۔"

3- **جھوٹ سے احتراز:**

نبی کریمؐ سے سوال کیا گیا کہ مومن بخیل ہو سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "ہاں" پوچھا گیا جھوٹا ہو سکتا ہے؟ فرمایا: "نہیں" لہذا جھوٹ سے احتراز کرنا ہر انسان کی ذمہ داری ہے۔ اور سرکاری ملازمین کے جھوٹ سے بہت سے نقصان ہوتے ہیں لہذا بڑا عہدہ بڑے عہدے پر رکھنے والے جھوٹ بول کر بڑے نقصانات کی وجہ بنتے ہیں۔

4- **دفتری اوقات کا لحاظ:**

وقت سے قیمتی کوئی شے نہیں۔ عربی مقولہ ہے،

"الوقت سیف قاطع" (وقت کاٹ دینے والی تلوار ہے۔) ~~اگر~~

اگر سرکاری افسر عوام الناس کی خدمت کی بجائے، سرکاری اوقات میں ذاتی مصروفیت میں وقت ضائع کر رہا ہے۔ تو وہ ریاست سے دھوکہ کر رہا ہے اور خیانت کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اس طرز عمل سے بچنا ہر سرکاری افسر کی ذمہ داری ہے۔ اور وقت پر عوام کی خدمت کے فرائض کو پورا کرنا چاہیے۔

5- **غیر قانونی کاموں سے انکار:**

سرکاری افسران کو چاہیے کہ وہ غیر قانونی کاموں سے دو اجتناب کریں۔ ایسے کام کو سیاسی، سماجی اور اخلاقی پہلو کے لحاظ سے ریاست اور انسانیت کو نقصان دیں ان سے پرہیز کرے۔ اس حوالے سے کوئی شک نہیں ہے کہ غیر قانونی کاموں کے حوالے سے سرکاری افسران پر بہت دباؤ ہوتا ہے لیکن اگر وہ ایمان داری اور نیک نیتی سے کام کرنا چاہیں تو وہ کر سکتے ہیں۔

6- **لسانی، مذہبی اور علاقائی عصبیت سے اجتناب:**

رسول اکرم ﷺ نے علاقائیت اور لسانیت کے تمام بت اپنی آخری خطبہ میں پاش پاش کر دیے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جاہلیت کے سارے بت آج میں
اپنے پاؤں کے نیچے روند رہا ہوں۔"

لیکن افسوس ہم نے آج بھی ان سارے بتوں کو گلے کا ہار بنا لیا ہے۔

7- **سچ کا فروغ:**

ایک سچے اور ایماندار افسر کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر قسم کی عصبیتوں سے بالاتر ہو اور وہ سچ بولے۔ سچ بولنا مومن کی نشانی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اہلِ
صدق میں شامل رہو۔"

(سورۃ التوبہ)

8- انصاف کی فراہمی:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے،

"عدل کرو وہ پرہیزگاری سے نزدیک تر ہے۔"

(المائدہ)

اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کرنے والے کو پسند کرتا ہے اور نا انصافی کرنے والوں کو نا پسند کرتا ہے۔ آفسران کے پاس طاقت ہوتی ہے کہ وہ اپنے عہدے کا بہترین استعمال کر کے عوام الناس کو انصاف فراہم کریں۔ تاکہ اللہ کی ناراضگی کو صول ہیں۔

9- ریاست کے ساتھ وفاداری:

سرکاری افسران ریاست کے ساتھ وفاداری کا حلف اٹھاتے ہیں۔ یہ حلف ایک عہد ہے جو ریاست اور افسر کے درمیان قائم ہو جاتا ہے۔ عہد کے بارے میں ارشاد ہے کہ:

"وعدہ پورا کیا کرو بے شک وعدہ کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔"

(بنی اسرائیل)

10- مستقل مزاجی سے کام لینا:

سرکاری افسر ایسا ہونا چاہیے جو اہم اور دشوار کاموں کی صلاحیت رکھتا ہو، ثابت قدم ہو اور جلد بازی سے کام نہ لے۔ ثابت قدم شخص ہی مشکلات کا حل نکال سکتے ہیں۔ حضور ﷺ کی ذات ہمارے لیے مستقل مزاجی کی بہترین مثال ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے متعلق فرماتی ہیں:

"رسولؐ کو وہ عمل زیادہ محبوب تھا جس پر
مستقل مزاجی سے عمل پیرا ہوا جائے"

حاصلِ بحث:

درج بالا ذمہ داریاں واضح کرتی ہیں کہ سرکاری افسران کو کس قدر قابل اور خدا ترس ہونا چاہیے۔ یہ ذمہ داریاں پبلک ایڈمنسٹریشن کے کو بہتر بناتی ہیں۔ اگر ہر سرکاری اور غیر سرکاری ملازم ان ذمہ داریوں کو بخوبی نبھائے تو عوام کے بہت سارے مسائل ان کے گھر کی دہلیز پر ہی حل ہو جائیں گے بقولِ شاعر:

ع کرو مہربانی تم اہلِ زمین پر
خدا مہربان ہو گا عرشِ بریں پر

سوال نمبر 1

اسلام میں گڈ گورننس احکامات الٰہی پر مبنی ہے۔ اس کی خصوصیات کو واضح کریں۔

جواب

"اور کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسولؐ جب کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں، تو ان کے لیے خود اپنے معاملے میں فیصلہ کرنے کا اختیار باقی رہ جائے، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔"

(الاحزاب)

حکمرانی کا اصل اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

آپؐ اور خلفائے راشدین نے ۱۴ سو سال پہلے انتظام ریاست کے حوالے سے جو اصول تشکیل دیئے وہ اللہ تعالیٰ کی سیاسی و قانونی حاکمیت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس حوالے سے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"حکمرانی کا حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔"

سرکاری اور حکومتی اختیارات اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکمرانوں کے پاس امانت ہیں جن کے استعمال سے مثالی حکمرانی کو تشکیل دینا ان پر فرض ہے۔ اسلام میں مثالی حکمرانی صرف اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بر

عمل کر کے ہی قائم کی جا سکتی ہے۔ جو کہ ہر ریاست کی بنیادی ضرورت اور عوام کا حق ہے۔ اور اسلام نے سب سے پہلے اس ضرورت کو محسوس کیا اور عملی اقدامات اٹھائے۔ اسلام میں مثالی حکمرانی کی حد اللہ تعالیٰ کے احکامات پر مبنی ہے جس کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

1- **رشوت کی ممانعت:**

اسلام میں رشوت لینے والے اور دینے والے دونوں پر لعنت کی گئی ہے۔ اسلام میں رشوت حرام ہے۔ رشوت کی موجودگی میں مثالی حکمرانی ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کی مذمت کرتے ہوئے ان کی ایک صفت کا ذکر کیا ہے کہ وہ جی بھر کر حرام کھاتے ہیں، فرمایا:

"جھوٹی باتیں بنانے کے لیے جاسوسی کرنے والے اور حرام مال کھانے والے ہیں۔"
(المائدہ)

2- **سائلین کی مالی مدد کا حکم:**

مثالی حکومت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ سائلین کی مدد کرے۔ کیونکہ ریاست میں انسانیت کے بنیادی حقوق کو پورے کرنا حکومت کا فرض ہے اور جن کے پاس وسائل اور رہائش نہ ہو ان کی مدد کرنا حکومت کے فرائض میں اوّل فرض ہے۔ عوام کا حق ہے کہ ان کو بنیادی حقوق فراہم کیے جائیں۔ اس کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

"اور ان کے مال میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے کا حق ہوتا ہے۔"

3- **ناجائز سفارش کی ممانعت:**

مثالی حکمران کے لیے اسلام میں ناجائز سفارش کی بھی ممانعت ہے۔ اثر و رسوخ کا غلط استعمال ریاست کے حالات کو بدتر بناتا ہے اور عوام الناس کے حقوق کی پامالی کرتا ہے اس کے متعلق رسولؐ کا ارشاد ہے:

"جس شخص نے اپنے کسی مسلمان بھائی کی سفارش کی اور پھر وہ اس سے صلہ میں کوئی ہدیہ بھیجے اور یہ قبول کرے تو بس وہ سود کے بڑے دروازہ میں داخل ہو گیا۔"

4- **ذمہ داریوں سے آگاہی:**

اسلامی قوانین کے مطابق ایک مثالی حکمران کو چاہیے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں سے واقف ہو۔ ایک فرد کسی کام کو تب ہی صحیح طریقے سے سرانجام دے سکتا ہے اگر اسے اپنے کام، منصب اور ذمہ داریوں کے تقاضوں کا پتہ ہو۔ اس کی مثال اسوہ حسنہ سے ملتی ہے۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو قاضی بنا کر یمن بھیجنے کا ارادہ کیا تو انھوں نے عرض کیا کہ یا رسولؐ میری عمر بہت کم ہے اور میں مقدمات کا فیصلہ نہیں کرنا جانتا تو آپؐ نے فرمایا:

"جب دو آدمی تمہارے پاس فیصلہ لینے آئیں تو دوسرے کی بات کو سننے سے پہلے ایک کے حق میں فیصلہ نہ کرنا، تو تم فیصلہ کرنا جان جاؤ گے"

5- **ظلم سے گریز:**

"مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔"

(ارشادِ نبویؐ)

مثالی حکومت میں کسی شخص پر ظلم روا نہیں ہونا چاہیے۔ اگر کسی حکمران کی موجودگی میں ریاست میں

ظلم کا نظام رائج رہا تو وہ حکمران اللہ کے ہاں جواب دہ ہوگا
اور مظلوم کی بددعا سے بچ نہیں سکے گا۔

6- مشاورت:

7- حسنِ اخلاق سے پیش آنا:

8- تحائف سے اجتناب:

حاصلِ بحث:-